Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

از عدالتِ عظمیٰ

جی نارائنپّا و دیگر

بنام

گورنمنٹ آف آندھرا پردیش

تاریخ فیصلہ: 22 اکتوبر، 1991

[ایم۔ ایچ۔ کانیا، این۔ ایم۔ کاسلیوال اور ایم۔ فاطمہ بیوی، جسٹس صاحبان۔]

ہندو قانون - الّتم متبیت - آندھرا میں ریڈی ذات میں وجود - رواج کی تخلیق - عدالتی شناخت۔

ہندو قانون - الّتم متبیت - الّتم داماد جب سسر کی جائیداد میں حصہ لینے کا حقدار ہو - الّتم داماد اور فطری بیٹا / گود لیا ہوا بیٹا - امتیاز۔

آندھرا پردیش لینڈ ریفارمز (سیلنگ آن ایگریکلچر ہولڈنگز) ایکٹ، 1973 - دفعہ 4A - قانون سازی کا ارادہ ــــ الّتم داماد کو بڑا بیٹا نہیں مانا جائے گا - وجوہات بتائی گئی ہیں۔

اپیل کنندگان، جن کا تعلق آندھرا پردیش کے ایک علاقے میں ریڈی ذات سے تھا، جو اصل میں مدراس پریذیڈنسی کا حصہ تھا، نے آندھرا پردیش لینڈ ریفارمز (سیلنگ آن ایگریکلچرل ہولڈنگز) ایکٹ، 1973 کی دفعہ 8 کے تحت اپنے اپنے اعلامیے دائر کیے۔

اپیل کنندہ نمبر 2 نے اپنے بیان میں یہ دعویٰ کیا کہ اس کے زیرِ قبضہ رکھنے کی مجاز حد میں اضافہ کیا جائے، اس بنیاد پر کہ اپیل کنندہ نمبر 1، جو کہ اس کا " الّتم داماد " ہے اور سنِ بلوغت کو پہنچ چکا ہے، جائیداد میں حصہ رکھتا ہے۔

تفتیش میں اپیل کنندہ نمبر 2 نے اس اپیل کنندہ نمبر I کو معزول کر دیا جو اس کے غیر الّتم داماد کی حیثیت سے اس کی جائیدادوں میں آدھے حصے کا حقدار تھا۔

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دونوں اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ اپیل کنندہ نمبر 1 ایک معاہدے کے تحت حصص کا حقدار ہے۔

لینڈ ریفارمز ٹریبونل نے اپیل گزاروں کے دعوے کو مسترد کر دیا اور فیصلہ دیا کہ ، اپیل کنندہ نمبر 2 کے پاس اضافی ملکیت ہے اور اسے اضافی زمین حوالے کرنے کی ہدایت کی۔ اپیل نمبر 1 کو اعلان کیا گیا کہ اس کے پاس حد سے زیادہ زمین نہیں ہے۔

اپیل گزاروں نے لینڈ ریفارمز اپیلی ٹریبونل ٹریبونل میں اپیل کو ترجیح دی، جسے مسترد کر دیا گیا۔

اپیل گزاروں نے عدالت عالیہ میں دیوانی نظر ثانی پٹیشن دائر کی، جسے بھی مسترد کر دیا گیا۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل عدالت عالیہ کے مشترکہ فیصلے کے خلاف کی جانے والی اپیلوں میں سے ایک ہے۔

اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ اپیل کنندہ نمبر 1، اپیل کنندہ نمبر 2 کے غیر الّتّم داماد کی حیثیت سے، اپیل کنندہ نمبر 2 کی جائیداد میں آدھے حصے کا حقدار ہے۔ کہ ایک غیر الّتّم داماد جس نے بالغ ہونے کی عمر حاصل کر لی تھی، وہ بڑے بیٹے کی طرح ہی حیثیت میں تھا اور لہذا، اپیل کنندہ نمبر 2 کو اجازت دی گئی حد کے رقبے میں ایک حد یونٹ کا اضافہ ہونا جوابدہ تھا کیونکہ اپیل کنندہ نمبر 1 کے پاس آزادانہ طور پر کوئی زمین نہیں تھی اور نہ ہی حد ایکٹ کی دفعہ 4A کے تحت کسی طریقے سے۔

اپیل کو مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت،

قرار دیا گیا کہ : 1. غیر قانونی طور پر مُتبنیت کا ادارہ، یعنی داماد کو منسلک کرنا اور اسے حصہ دینا، خالصتاً رواج کی مخلوق ہے اور اسے عدالتی شناخت دی گئی ہے۔ یہ ان علاقوں میں ریڈی اور کمما ذاتوں میں غالب ہے جو پہلے اس وقت کے مدراس پریزیڈنسی کا حصہ تھے۔

2. ایک غیر الّتّم داماد اپنے وارث کے طور پر اپنے سسر کی جائیداد میں حصہ لینے کا حقدار ہو جاتا ہے، یعنی اس کی موت پر۔

3. اگرچہ ایک غیر الّتّم داماد کے کچھ حقوق ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے غیر الّتّم داماد کو مُتبنیت کے بعد پیدا ہونے والے فطری بیٹے کے ہوتے ہیں، لیکن ان کے حقوق بیٹے یا غیر قانونی بیٹے کو قانون کے

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ذریعے دیے گئے حقوق سے ملتے جلتے نہیں ہوتے۔ غیر الّتم داماد بقا کے ذریعے اپنے سسر کی جائیدادوں میں کامیاب نہیں ہوتا، بلکہ صرف رواج یا معاہدے کی وجہ سے اسے اپنے سسر کی جائیداد میں حصہ دیتا ہے۔اس کی حیثیت گود لیے ہوئے بیٹے سے ملتی جلتی نہیں ہے کیونکہ وہ غیر الّتم داماد کے طور پر لیے جانے پر اپنے فطری کنبہ میں اپنے حقوق سے محروم نہیں ہوتا ہے اور اپنے فطری والد کی جائیداد میں حصہ لینے کا حقدار رہتا ہے۔ سیلنگ ایکٹ کی دفعہ 4A کے مقاصد کے لیے کسی غیر الّتم داماد کا، جس نے اکثریت حاصل کرلی ہو، بڑے بیٹے کے برابر کرنا ممکن نہیں ہے۔

4. ترمیم شدہ ایکٹ کے مقاصد اور وجوہات کا بیان جس کے تحت دفعہ 4A کو سیلنگ ایکٹ میں شامل کیا گیا تھا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ایک غیر الّتم داماد، جو اپنے ہی کنبہ میں اپنے حقوق سے محروم نہیں ہوتا ہے، اسے سیلنگ ایکٹ کے مقاصد کے لیے اپنے سسر کا بڑا بیٹا نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر اسے اس طرح مانا جائے تو اس کا دوگنا فائدہ ہوگا، کیونکہ اس کی موجودگی کی وجہ سے اس کے سسر کے حدِ اراضی کے ساتھ ساتھ اس کے فطری والد کے حدِ اراضی میں بھی اضافہ کیا جائے گا۔ اس ترمیم کے پیچھے یقیناً پر یہی ارادہ نہیں ہو سکتا تھا۔ چونکہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں بے حیائی کا کوئی رواج نہیں ہے اس لیے اس طرح کی تعبیر ایک طرف مسلمانوں اور عیسائیوں اور دوسری طرف ہندوؤں کے درمیان عدم مساوات کا باعث بنے گی۔ یہ اس مقصد کے منافی ہوگا جس کے لیے ترمیم کی گئی تھی۔

نلوری کرسٹنما و دیگر بنام کامپلی وینکٹا سبیا و دیگران، (19-1918) ایل آر 46 آئی اے 168؛ ہنومنتما بنام رامی ریڈی، (1882) ایل آر 4 آئی اے مدراس سیریز 272؛ نرسایا و دیگران بنام رام چندریا و دیگران، اے آئی آر [1956] 43 اے پی 209؛ پینو متسا کوٹی رام چندر راجو بنام اسٹیٹ آف اے پی (1980) 1 (ایچ سی) آندھرا پردیش لاء جرنل 307، حوالہ دیا گیا۔

پیچ رامیا بنام حکومت آندھرا پردیش، (1976) 2 (ایچ سی) آندھرا پردیش لاء جرنل 278، ممتاز شدہ۔

ماین: ہندو لا اینڈ یوزیج، 13 واں ایڈیشن، باب VII، پیرا گراف 242، N. R. راگھوچاریار؛ ہندو لا 8 واں ایڈیشن، پیرا گراف 176؛ ملا: ہندو لا، 16 واں ایڈیشن، پیرا گراف 515، صفحہ 534، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 3850، سال 1991۔

دیوانی نظر ثانی پٹیشن نمبر 3974، سال 1977 میں آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے مورخہ 21.4.1978 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے اے سبّاراؤ، جی نرسمھولو اور اے ڈی این راؤ۔

T.V.S.N جواب دہندہ کے لیے چڑی اور مس منجولا گپتا۔

عدالت کا فیصلہ کانیہ جسٹس نے سنایا۔

اجازت دی گئی۔ وکیل کو سنا گیا۔

چونکہ ہم آندھرا پردیش کی عدالت عالیہ کے ذریعے اخذ کردہ نتائج سے متفق ہیں، اس لیے ہم اپنے سامنے موجود دلائل کی تعریف کے لیے ضروری چند حقائق کو بہت مختصر طور پر بیان کرنے کی تجویز کرتے ہیں۔

یہ جماعتیں آندھرا پردیش کے ایک علاقے میں ریڈی ذات سے تعلق رکھتی ہیں جو اصل میں مدراس پریزیڈنسی کا حصہ تھی۔ اپیل نمبر 1 اپیل نمبر 2 کا غیر التّم داماد ہے۔ اپیل گزاروں نے آندھرا پردیش لینڈ ریفارمز (سیلنگ آن ایگریکلچرل ہولڈنگز) ایکٹ، 1973 (جسے اس کے بعد "سیلنگ ایکٹ" کہا جاتا ہے) کی دفعہ 8 کے تحت اپنے اپنے اعلانات دائر کیے۔ اپنے اعلامیے میں، اپیل کنندہ نمبر 2 نے دعوی کیا کہ اس کی طرف سے رکھی جانے والی حد اکائی میں اس بنیاد پر اضافہ کیا گیا ہے کہ اپیل کنندہ نمبر 1 اس کے غیر التّم داماد کے طور پر جس نے بالغ ہونے کی عمر حاصل کر لی تھی، اس کے سسر، اپیل کنندہ نمبر 2 کی جائیدادوں میں حصہ تھا۔ تفتیش میں بیان کردہ اپیل کنندہ نمبر 2 نے فیصلہ دیا کہ اپیل کنندہ نمبر 1 اپنے غیر التّم داماد کی حیثیت سے اپنی جائیدادوں میں آدھے حصے کا حقدار ہے۔ ان دونوں نے دعوی کیا کہ اپیل کنندہ نمبر 1 ایک معاہدے (نمائش اے-1) کے تحت مذکورہ حصص کا حقدار ہے۔ لینڈ ریفارمز ٹریبونل، اننت پور نے 31 مئی 1977 کے اپنے فیصلے کے ذریعے اپیل گزاروں کے دعوے کو مسترد کر دیا اور کہا کہ اعلان کنندہ، اپیل کنندہ نمبر 2 کے پاس 0.4109 معیاری ایکڑ کی حد تک اضافی ملکیت ہے اور اسے اضافی زمین حوالے کرنے کی ہدایت کی۔ اپیل نمبر 1 کو اعلان کیا گیا کہ اس کے پاس حد سے زیادہ زمین نہیں ہے۔ اپیل گزاروں نے لینڈ ریفارمز اپیلی

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ٹربیونل ٹربیونل، اننت پور میں اپیل کو ترجیح دی جسے 4 نومبر 1977 کو مسترد کر دیا گیا۔مذکورہ ٹربیونل کی طرف سے برخاستگی کے حکم سے نالاں ہو کر، اپیل گزاروں نے آندھرا پردیش کی عدالت عالیہ میں دیوانی نظر ثانی پٹیشن نمبر 3974، سال 1977 دائر کی جسے عدالت عالیہ کے ایک فاضل سنگل جج نے 21 اپریل 1978 کو دیگر متعلقہ معاملات کے ساتھ ایک مشترکہ فیصلے کے ذریعے مسترد کر دیا۔ خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل مذکورہ عدالت عالیہ کے مشترکہ فیصلے کے خلاف کی گئی اپیلوں میں سے ایک ہے۔

غیر الّتم داماد ایک لحاظ سے رواج کی مخلوق ہے۔ یہ فیصلوں کے ایک سلسلے سے اچھی طرح سے طے ہوتا ہے کہ ریڈی اور کمما ذاتوں میں ان علاقوں میں، جو پہلے اس وقت کے مدراس پریذیڈنسی کا حصہ تھے، الّتم مُتبنیت کا رواج رائج ہے۔ یہ ماین کے ہندو قانون اور استعمال، 13 ویں ایڈیشن، باب VII میں پیراگراف 242 میں درج ذیل بیان کیا گیا ہے:

> "مدراس پریذیڈنسی میں ریڈی اور کمما ذاتوں میں التم مُتبنیت کا رواج رائج ہے۔ یہ کنبی جائیداد کے انتظام میں مدد پر غور کرتے ہوئے داماد کی وابستگی پر مشتمل ہے۔اس عمل سے کوئی مذہبی اہمیت منسلک نظر نہیں آتی۔ نہ تو کسی دستاویز پر عمل درآمد ضروری ہے اور نہ ہی کسی تقریب کی کارکردگی۔ غیر قانونی طور پر مُتبنیت واقعات اب فیصلوں کے ایک طویل دور سے قانون کے مقررہ اصولوں میں واضح ہو گئے ہیں۔ کسی شخص کو غیر قانونی بنانے کے لیے ایک مخصوص معاہدہ ضروری ہے۔................ گود لینے والے کی موت کے بعد وہ بیٹے کے مکمل حقوق کا حقدار ہے جیسا کہ بعد میں پیدا ہونے والے فطری بیٹوں یا بعد میں معمول کے مطابق گود لیے گئے بیٹے کے خلاف ہے۔"

ے کی طرف سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک غیر الّتم داماد کو اپنے سسر کے ساتھ تقسیم کا دعوی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے جب تک کہ اس سلسلے میں کوئی واضح معاہدہ یا رواج نہ ہو۔ غیر الّتم داماد کسی بھی لحاظ سے گود لیا ہوا بیٹا نہیں ہوتا۔این آر راگھوچاریار کے ہندو قانون، 8 ویں ایڈیشن میں، پیراگراف 176 میں، یہ کہا گیا ہے کہ ایک غیر الّتم داماد اپنے فطری کنبہ میں وراثت کا کوئی حق نہیں کھوتا ہے اور گود لینے والے کنبہ میں جو جائیداد وہ لیتا ہے اسے اس کے اپنے رشتے داروں نے اپنے گود

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

لینے والے والد سے الگ کر دیا ہے۔ جیسا کہ ملا کے ہندو قانون میں بیان کیا گیا ہے، 16 واں ایڈیشن بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔ غیر الّتم داماد کی حیثیت کے حوالے سے ملا نے پیرا گراف 515 (صفحہ 534) میں درج ذیل مشاہدہ کیا ہے:

> "وہ اپنے فطری کنبہ میں وراثت کا حق نہیں کھوتا ہے۔ نہ تو وہ اور نہ ہی اس کی اولاد مُتبنیت کے کنبہ میں شریک شراکتدار بن جاتی ہے حالانکہ مُتبنیت والے کی موت پر وہ وہی حقوق اور وہی حصہ حاصل کرنے کا حقدار ہوتا ہے جو بعد میں پیدا ہونے والے کسی فطری بیٹے یا بعد میں عام قانون کے مطابق گود لیے گئے بیٹے کے خلاف ہوتا ہے۔ وہ سسر کے ساتھ تقسیم کا دعوی نہیں کر سکتا اور مشترکہ کنبہ کے واقعات، مثال کے طور پر کہ بقا کے ذریعے لینے کا حق، لاگو نہیں ہوتے ہیں۔ جائیداد یا حصص کے حوالے سے جو اسے مل سکتا ہے وہ اسے اس طرح لیتا ہے جیسے کہ یہ اس کی الگ اور خود حاصل کردہ جائیداد ہو۔"

صرف چند فیصلوں کا حوالہ دیتے ہوئے، مدراس پریذیڈنسی میں کمّا ذاتوں اور ریڈیوں میں غیر الّتم داماد رکھنے کے رواج کو نلوری کرسٹنما و دیگر بنام کامپلی وینکٹاسب بیا و دیگران میں تسلیم کیا گیا ہے۔(1918-19) ایل۔ آر۔ 46 آئی۔ اے۔ 168۔ اسی رواج کو ہنومنتما بنام رامی ریڈی میں مدراس عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے فیصلے سے بھی تسلیم کیا گیا ہے۔(1882) ایل آر 4 آئی اے مدراس سلسلہ وار، 272۔ نرسایا و دیگران بنام راماچندریا و دیگران اے۔ آئی۔ آر۔ [1956] 43 اے۔ پی۔ 209 میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ الّتم مُتبنیت کا ادارہ، یعنی داماد کو منسلک کرنا اور اسے حصہ دینا، خالصتاً رواج کی مخلوق ہے اور اسے عدالتی شناخت دی گئی ہے۔

اپیل گزاروں کے فاضل وکیل کا دعوی ہے کہ اپیل کنندہ نمبر 1، اپیل کنندہ نمبر 2 کے غیر الّتم داماد کے طور پر، اپیل کنندہ نمبر 2 کی جائیداد میں آدھے حصے کا حقدار تھا۔ انہوں نے پیش کیا کہ ایک غیر الّتم داماد جس نے بالغ ہونے کی عمر حاصل کر لی تھی وہ بڑے بیٹے کی طرح ہی عہدے پر تھا اور لہذا، اپیل نمبر 2 کو اجازت دی گئی حدِ اراضی میں ایک چھت یونٹ کا اضافہ کیا جانا جوابدہ تھا کیونکہ اپیل نمبر 1 کے پاس آزادانہ طور پر کوئی زمین نہیں تھی اور نہ ہی حد قانون کی دفعہ 4A کے تحت کسی طریقے سے متعین کیا گیا تھا۔

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ان عرضیوں کی درستگی کا جائزہ لینے سے پہلے، ہم سیلنگ ایکٹ کی متعلقہ توضیعات کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ آندھرا پردیش میں زرعی ملکیت کی حد فراہم کرنے والا سیلنگ ایکٹ 1973 میں نافذ کیا گیا تھا اور اس میں ایکٹ نمبر 10، سال 1977 کے ذریعے ترمیم کی گئی تھی جو صدر کی منظوری کے لیے مخصوص تھا اور اسے 29 اپریل 1977 کو موصول ہوا تھا۔ مذکورہ ترمیم شدہ قانون یکم جنوری 1975 سے نافذ العمل ہوا۔

مذکورہ ایکٹ کا دفعہ 3 تعریف کا دفعہ ہے۔ دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (c) ترمیم کے بعد 'حدِ اراضی' کی اصطلاح کی وضاحت کرتی ہے جس کا مطلب ہے کہ دفعہ 4 یا 4A میں حدِ اراضی کے لیے مخصوص زمین کی حد۔ دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (5) "کنبہی اکائی" کی اصطلاح کی وضاحت کرتی ہے اور اس کی شق (i) میں کہا گیا ہے کہ کسی ایسے فرد کی صورت میں جس کا شریک حیات یا ایک سے زیادہ شریک حیات ایسا فرد ہے، شریک حیات اور ان کے نابالغ بیٹے اور ان کی غیر شادی شدہ نابالغ بیٹیاں، اگر کوئی ہوں، اس کی کنبہی اکائی تشکیل دیتی ہیں۔ دفعہ 4 حدِ اراضی کے لیے فراہم کرتا ہے۔ مذکورہ ایکٹ کے دفعہ 4 کے بعد، ایکٹ میں درج ذیل دفعہ 4A شامل کیا گیا۔

" 4A. بعض صورتوں میں حدِ اراضی میں اضافہ :-

دفعہ 4 میں کچھ بھی ہونے کے باوجود، جہاں کسی فرد یا فرد کے، جو کنبہی اکائی کا رکن ہے، ایک یا ایک سے زائد بڑے بیٹے ہیں اور کوئی ایسا بڑا بیٹا یا تو خود یا کنبہی اکائی کے دیگر ارکان کے ساتھ جس کا وہ رکن ہے، کوئی زمین نہیں رکھتا ہے یا حدِ اراضی سے کم زمین رکھتا ہے، تو، حدِ اراضی، مذکورہ فرد یا کنبہی اکائی کی صورت میں جس میں مذکورہ فرد دفعہ 4 کے مطابق شمار کیا گیا ہے، ایسے ہر بڑے بیٹے کے سلسلے میں اس طرح کے بڑے بیٹے یا کنبہی اکائی پر لاگو حدِ اراضی کے برابر زمین کی حد تک بڑھایا جائے گا۔ جس کا وہ رکن ہے، یا جیسا بھی معاملہ ہو، اس زمین کی حد کے لحاظ سے جس پر اس طرح کے بڑے بیٹے کی ملکیت ہے یا کنبہی اکائی جس کا وہ رکن ہے، حدِ اراضی سے کم ہے۔"

دفعہ 5 میں بتایا گیا ہے کہ زمین کے مختلف زمروں کے لیے معیاری ملکیت کا حساب کیسے لگایا جائے۔ دفعہ 8 ان افراد کے ذریعہ ملکیت کا اعلان فراہم کرتا ہے جن کا مطلع شدہ تاریخ کو اس میں مذکور دیگر زمینوں کے ساتھ مل کر قبضہ مقررہ حد سے تجاوز کرتا ہے۔ دفعہ 9 ٹریبونل کے ذریعہ حدِ اراضی

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کے تعین کے لیے فراہم کرتا ہے۔ دفعہ 10 میں دیگر باتوں کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کے قبضے کی حد حدِ اراضی سے زیادہ ہے، تو وہ شخص اس سے زیادہ زمین کو حوالے کرنے کا جوابدہ ہو گا۔

جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا، سیلنگ ایکٹ کی دفعہ 4A کے مقاصد کے لیے، ایک الّتم داماد کو بڑا بیٹا سمجھا جا سکتا ہے، یعنی کیا ایک الّتم داماد کی تعریف میں 'بڑا بیٹا' کا احاطہ کیا گیا ہے جیسا کہ سیلنگ ایکٹ کی دفعہ 4A میں ملازم ہے۔ متنازعہ فیصلے میں یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ایک غیر الّتم داماد رواج کی مخلوق ہے اور لہذا اس کے حقوق ایسے ہیں جو رواج کے ذریعے یا کسی معاہدے کے تحت تسلیم کیے جاتے ہیں جو مناسب طریقے سے ثابت ہوتا ہے۔

متنازعہ فیصلے میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ لینڈ ریفارمز ٹریبونل نے شواہد پر غور کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ اپیل کنندہ نمبر 2 کی جائیداد میں آدھا حصہ اسے وراثت میں دیا گیا تھا اور لہذا وہ اپیل کنندہ نمبر 2 کی موت کے بعد ہی آدھے حصے کا حقدار ہو گا۔ اس بات کی مزید نشاندہی کی گئی کہ تمام اراضی اپیل کنندہ نمبر 2 کے نام سے رجسٹرڈ ہیں اور لہذا اپیل کنندہ نمبر 1 اپیل کنندہ نمبر 2 کی زندگی کے دوران اپیل کنندہ نمبر 2 کی جائیدادوں میں کسی بھی حصے کا حقدار نہیں تھا۔ متنازعہ فیصلے میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ اپیل کنندہ نمبر 1 جو غیر الّتم داماد ہے اسے اپیل کنندہ نمبر 2 کا بیٹا نہیں مانا جا سکتا، حالانکہ اس کے کچھ حقوق تھے جو فطری طور پر پیدا ہونے والے بیٹے یا گود لیے ہوئے بیٹے کے حقوق سے ملتے جلتے تھے۔ معاہدہ (نمائش اے) جو اپیل گزاروں نے قائم کیا تھا اور جس کے تحت اپیل گزار نمبر 1 کو اپیل گزار نمبر 2 کی ملکیت والی زمین میں حصہ دیا گیا تھا، اسے نچلی عدالتوں نے شواہد پر غور کرتے ہوئے قبول نہیں کیا ہے۔ یہ مانا گیا ہے کہ مذکورہ معاہدہ ایک دستاویز تھی جسے محض حد بندی کے قانون سے بچنے کے لیے وجود میں لایا گیا تھا۔ اس اپیل میں، ہم اپیل کے ان نتائج میں مداخلت کرنے کے لیے مائل نہیں ہیں۔ متنازعہ فیصلے میں یہ بھی قرار دیا گیا کہ جنگلاتی حالات میں، اپیل کنندہ نمبر 2 کی حد اس بنیاد پر بڑھانے کے جوابدہ نہیں تھی کہ اپیل کنندہ نمبر 1 اس کا غیر الّتم داماد تھا جس نے متعلقہ تاریخ کو اکثریت حاصل کر لی تھی۔

قانون کی حیثیت پر آتے ہوئے، نصابی کتابوں میں ہونے والی بحث، جس کا ہم نے پہلے کچھ تفصیل سے حوالہ دیا ہے، یہ واضح کرتی ہے کہ اگرچہ ایک غیر الّتم داماد کے کچھ حقوق غیر الّتم داماد کو مُتبنیت کے بعد پیدا ہونے والے فطری بیٹے کی طرح ہوتے ہیں، لیکن اس کے حقوق قانون کے ذریعہ بیٹے یا مُتبنیت والے بیٹے کو دیے گئے حقوق سے ملتے جلتے نہیں ہیں۔ دو اہم اختلافات کا حوالہ دیتے

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہوئے، وہ بقا کے ذریعے اپنے سسر کی جائیدادوں میں کامیاب نہیں ہوتا، بلکہ صرف رواج یا معاہدے کی وجہ سے اسے اپنے سسر کی جائیداد میں حصہ دیتا ہے۔اس کی حیثیت گود لیے ہوئے بیٹے سے ملتی جلتی نہیں ہے کیونکہ وہ غیر الّتم داماد کے طور پر لیے جانے پر اپنے فطری کنبہ میں اپنے حقوق سے محروم نہیں ہوتا ہے اور اپنے فطری والد کی جائیداد میں حصہ لینے کا حقدار رہتا ہے۔اس لیے کسی ایسے غیر الّتم داماد کا شمار کرنا مشکل ہے جس نے سیلنگ ایکٹ کی دفعہ 4A کے مقاصد کے لیے بڑے بیٹے کے طور پر اکثریت حاصل کر لی ہو۔

اپیل گزاروں کے فاضل وکیل نے پیچو رامیا بنام حکومت آندھرا پردیش [1976] 2 (اے پی سی) آندھرا پردیش لاء جرنل 278 میں آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے ایک فاضل سنگل جج کے فیصلے پر انحصار کیا، جہاں یہ قرار دیا گیا ہے کہ سسر کی موت کے بعد ایک غیر الّتم داماد اپنے بیٹے کے حقوق کا حقدار ہے۔اگر اس سلسلے میں کوئی معاہدہ ہوتا ہے تو غیر الّتم داماد بھی گود لینے والے سسر کی جائیداد میں اس کی زندگی کے دوران بھی آدھے حصے کا حقدار ہوتا ہے۔ڈویژن بنچ نے متنازعہ فیصلے میں مذکورہ فیصلے کی درستگی کو قبول نہیں کیا ہے۔ہماری رائے میں، متنازعہ فیصلے میں ڈویژن بینچ کی طرف سے لیا گیا نظریہ درست معلوم ہوتا ہے۔جن متون کا ہم نے پہلے حوالہ دیا ہے ان سے یہ واضح ہے کہ عام طور پر تسلیم شدہ موقف یہ ہے کہ ایک غیر الّتم داماد اپنے سسر کی جائیداد میں اپنے وارث کے طور پر حصہ کا حقدار بن جاتا ہے؛ یعنی اس کی موت کے بعد، قانون میں اچھی طرح سے طے شدہ ہونے کی وجہ سے کہ کسی زندہ شخص کا کوئی وارث نہیں ہو سکتا۔مزید برآں، پیچو رامیا بنام حکومت آندھرا پردیش میں فاضل سنگل جج کی طرف سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ غیر الّتم داماد پیشکش میں آدھے حصے کا حقدار تھا، یعنی اپنے سسر کی زندگی کے دوران بھی، اس معاہدے پر مبنی تھا جو مناسب طریقے سے ثابت ہوا۔موجودہ معاملے میں، معاہدے (نمائش اے) پر نیچے کے حکام کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ نے بھی یقین نہیں کیا ہے۔لینڈ ریفارمز ٹریبونل کی طرف سے اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ آدھا حصہ جس کا اپیل کنندہ نمبر 1 حقدار ہوگا، اسے اپیل کنندہ نمبر 2 کی وصیت میں وراثت میں دیا گیا تھا اور وہ صرف اپیل کنندہ نمبر 2 کی موت پر اس حصے کا حقدار ہوگا۔در حقیقت، اپیل گزاروں کے ماہر وکیل نے منصفانہ طور پر یہ تسلیم کیا کہ وہ کوئی ثبوت دکھانے کی حیثیت میں نہیں تھا جس کی بنیاد پر یہ کہا جا سکے کہ فریقین پر ایک رواج لاگو ہوتا تھا جس کے ذریعے اپیل گزار نمبر 1 اپیل گزار نمبر 2 کے غیر الّتم داماد کے طور پر اپیل گزار نمبر 2 کی جائیداد میں بعد کی زندگی کے دوران حصہ لینے کا حقدار تھا۔

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہماری رائے میں، سیلنگ ایکٹ کی دفعہ 4A کے مقاصد کے لیے ایک غیر الّتمّ داماد جس نے اکثریت حاصل کر لی ہے اسے بڑے بیٹے کے برابر کرنا ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ پینوماتسا کوٹی رام چندر راجو بنام ریاست اے پی، (1980)1(ایچ سی) آندھرا پردیش لاء جرنل، 307 میں بتایا گیا ہے، یہ ایکٹ 10، سال 1977 کے مقاصد اور وجوہات کے بیان کی زبان سے بالکل واضح ہے، جس کے تحت دفعہ 4A کو سیلنگ ایکٹ میں شامل کیا گیا تھا، کہ دفعہ 4A کو مسلمانوں اور عیسائیوں کو درپیش مشکلات کو دور کرنے کے لیے داخل کیا گیا تھا جن میں مشترکہ کنبہ کا تصور حاصل نہیں ہوا تھااور یہاں تک کہ بڑے بیٹوں کا بھی باپ کی زندگی کے دوران آبائی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں تھا۔ مشترکہ ہندو کنبھوں کے معاملے میں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ترمیم کے پیچھے جو ارادہ تھا وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو چھت کے قانون کے حوالے سے ہندوؤں کے برابر رکھنا تھا۔اس نقطہ نظر کے ساتھ ہی سیلنگ ایکٹ کے دفعہ 4A میں یہ فراہم کیا گیا تھا کہ اگرچہ باپ کی ملکیت کی حداس کے بڑے بیٹے کی بنیاد پر بڑھا دی جائے گی لیکن یہ اضافہ اس حد تک محدود ہو گا جس سے بڑے بیٹےاور اس کے کنبہی یونٹ کی زمین کی ملکیت سیلنگ یونٹ سے کم ہو جائے گی۔ ہماری رائے میں، مذکورہ ترمیم شدہ ایکٹ کے مقاصد اور وجوہات کا بیان جس کے تحت دفعہ 4A کو مذکورہ ایکٹ میں شامل کیا گیا تھا، اس نظریے کی حمایت کرتا ہے جو ہم لے رہے ہیں، کہ ایک غیر الّتمّ داماد، جو اپنے ہی کنبہ میں اپنے حقوق سے محروم نہیں ہوتا ہے، اسے سیلنگ ایکٹ کے مقاصد کے لیے اپنے سسر کا بڑا بیٹا نہیں مانا جا سکتا۔ اگر اس کا اس طرح احترام کیا جاتا تو اس کا دوگنا فائدہ ہوتا، اس لحاظ سے کہ اس کی موجودگی کی وجہ سے اس کے سسر کے حدِاراضی کے ساتھ ساتھ اس کے فطری والد کے حدِاراضی میں اضافہ کیا جاتااور یہ یقیناً پر دفعہ 4A داخل کرنے والی ترمیم کے پیچھے ارادہ نہیں ہو سکتا تھا۔ چونکہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں بے حیائی کا کوئی رواج نہیں ہے اس لیے اس طرح کی تعمیر ایک طرف مسلمانوں اور عیسائیوں اور دوسری طرف ہندوؤں کے درمیان عدم مساوات کا باعث بنے گی۔ یہ اس مقصد کے منافی ہو گا جس کے لیے ترمیم کی گئی تھی۔

نتیجے میں، ہمارا خیال ہے کہ اپیل میں کوئی قابلیت نہیں ہے اور اسے ناکام ہونا چاہیے۔اپیل مسترد کر دی گئی۔

تاہم، مقدمے کے حقائق اور حالات کو دیکھتے ہوئے اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں ہو گا۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔